خطبہ جمعہ

شفاعت کا ایک معنی دُعا بھی ہے اس لئے جو بھائی خدا کے حضور زیادہ جھکا ہوا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے کمزور بھائیوں کے لئے دعا کرے

احمدیت جس کثرت اور تیزی سے پھیل رہی ہے یہ وہی ملک عظیم ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

وہ وقت آئے گا جب زمین حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کی برکت سے اسلام کو پھیلا کر روشن ہو جائے گی

(حضور ایدہ اللہ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور بعض دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب اور ان کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۰؍جولائی ۲۰۰۱ء ۲۰؍وفا ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

قرآن کریم سے صفت رحمانیت سے متعلق مضمون ابھی جاری ہے اور آگے بھی خطبوں میں غالباً کچھ عرصہ یہی مضمون چلے گا۔ پہلی آیت سورۃ طٰہٰ نمبر ۱۰۹۔۱۱۰ لی گئی ہیں۔ ﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا. يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾۔

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے: اس دن وہ اس دعوت دینے والے کی پیروی کریں گے جس میں کوئی کجی نہیں۔ اور رحمان کے احترام میں آوازیں نیچی ہو جائیں گی اور تو سر گوشی کے سوا کچھ نہ سنے گا۔ یہ وہ دن ہو گا جب شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اُسے جس کے لئے رحمان اجازت دے اور جس کے حق میں بات کرنے کو وہ پسند کرے۔

اس آیت میں ﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ﴾ میں دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور قرآن کریم دونوں کے متعلق ﴿لَا عِوَجَ لَهٗ﴾ فرمایا گیا ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا﴾ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے کتاب کو نازل کیا اور رسولؐ کو نازل کیا اور نہ کتاب میں کوئی ٹیڑھا پن رکھا اور نہ رسول میں کوئی کجی رکھی۔ اس کا استنباط لازمی طور پر اس آیت سے ہوتا ہے کہ یہاں بھی رسول کے لئے ﴿لَا عِوَجَ لَهٗ﴾ فرمایا گیا۔ تو اس لئے لوگوں کا یہ کہنا کہ وہاں صرف قرآن کے متعلق ﴿لَا عِوَجَ﴾ ہے یہ غلط ہے۔ اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق بھی ﴿لَا عِوَجَ لَهٗ﴾ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اس لئے کہ آپ کی طبیعت میں کوئی کجی نہیں تھی اور جو بندے کجی رکھتے ہوں وہ بے کجی والے بندے کی پیروی کر ہی نہیں سکتے کیونکہ ضروری ہے کہ ایک سیدھے نفس والے انسان کی سیدھے نفس والا انسان پیروی کرے۔

تو فرمایا اس دن اس کی پیروی کریں گے جس میں کوئی کجی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ ان کی بلندی و پستی کو ہموار کر دے گا اور یہاں ایک ایٹمی جنگ کی طرف اشارہ ہے جس کے بعد بڑی بڑی قوموں کے غرور توڑے جائیں گے اور ان میں کوئی کجی نظر نہیں آئے گی۔ انہیں محسوس ہو جائے گا کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا اور کوئی وجود ہمارے لئے نہیں۔ اس وقت ﴿خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ﴾ رحمان خدا کے لئے آوازیں دھیمی پڑ جائیں گی ﴿فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ اور ایک کھسر پسر کے سوا تم کوئی آواز نہیں سنو گے۔

پھر دوبارہ رحمان کا ذکر آیا ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ اس دن کوئی شفاعت کام نہیں آئے گی مگر اس کی جس کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا اور اس کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ یہاں دونوں مضمون شامل ہیں ﴿وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا﴾ اور اس کے حق میں بات کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائے گا۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے دو باتوں میں سے ایک کو چننے کا اختیار دیا۔ یا یہ کہ وہ میری نصف امت کو جنت میں داخل کر دے یا پھر شفاعت۔ اس پر مَیں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ اس کے حق میں ہو گی جو اس حال میں مرا ہو گا جو کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراتا ہو۔ امت محمدیہ میں اب بد قسمتی سے بہت سے لوگ ایسے شامل ہو گئے ہیں، ایک بھاری اکثریت ہے جو کسی نہ کسی معنوں میں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا شفاعت کو پسند کرنا اس لئے بہت اہمیت رکھتا ہے کہ آپ کے نزدیک کسی ایسے شخص کی بخشش نہیں ہونی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہو۔ اور اس لئے شفاعت اسی کے حق میں ہو گی جس کے متعلق فرمایا کہ وہ خدا کا شریک نہیں ٹھہراتا۔

سنن الدارمی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کی گئیں۔ مَیں ہر گورے اور کالے کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنا دی گئی ہے۔ اب اس سے پہلے ایک بھی ایسا نبی نہیں جو سب گوروں اور کالوں کی طرف مبعوث ہوا ہو اور ایک بھی ایسا نہیں جس کے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی ہو۔ جہاں بھی نماز کا وقت آئے وہیں صاف جگہ پر انسان نماز کی نیت باندھ سکتا ہے۔ اور میرے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں جو شرعی جنگ کے نتیجہ میں غنیمتیں عطا ہوتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ پہلے کسی کے لئے یہ حلال نہیں کی گئیں۔ اور مجھے ایک ماہ تک کے رعب سے مدد کی گئی ہے۔ ایک ماہ کا رعب اُس زمانہ میں وہ ایک ماہ کے سفر کے برابر تھا اور آج بھی ایک ماہ کا رُعب ایک ماہ کے سفر کے برابر ہے اور اس میں ساری زمین آجاتی ہے کیونکہ اب تیز رفتار سواریاں ایجاد ہو چکی ہیں۔ پہلے اونٹنیوں پر سفر کیا جاتا تھا اب ان تیز رفتار سواریوں پر سفر ہوتا ہے۔ تو ایک ماہ کی مسافت سے مراد یہ ہے کہ ساری زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رعب کے نیچے آگئی ہے۔ اور مجھ سے کہا گیا کہ مانگ مگر مَیں نے اپنی یہ طلب، دعا، خواہش اٹھا رکھی تا اپنی امت کی شفاعت کر سکوں اور یہ تم میں سے اس کو ملنے والی ہے، جس نے کسی چیز میں بھی اللہ کا شریک نہ بنایا ہو۔

شفاعت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن شریف کی رُو سے شفاعت کے معنے یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے"۔ اب شفاعت کا ایک معنی دعا بھی ہے پس اس پہلو سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس چنا ہے۔ یہاں آپ شفاعت کو شرعی معنوں میں شفاعت کے طور پر نہیں لے رہے بلکہ محض دعا کے معنوں میں لیتے ہیں۔ "ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے، وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ

حاصل ہو"۔

اب یہی ہمارے لئے ایک نمونہ ہے ہم میں سے کوئی بھی شفیع نہیں مگران معنوں میں کہ ہم اپنے غریب بھائیوں اور کمزور بھائیوں کے لئے دعا حاضر وز کر سکتے ہیں۔ "سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوت دے۔ اور ان کی بلا دُور کرے۔ اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا۔ اور وید کی رُو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابل تعریف نہیں بلکہ ایک سخت عیب ہے۔ چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی اُن کے لئے دعا کرنے میں لگے رہو۔ اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں"۔ یعنی دو چیزیں ان کو جفت کہتے ہیں اور ایک ہو تو اس کو Odd یعنی طاق۔ پس شفعہ جفت سے لیا گیا ہے۔ "پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو" یعنی دوسرے بھائی کے ساتھ گویا کہ پیوند ہو گیا ہے، اسی میں فنا ہو جائے اور اس کے لئے عافیت چاہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ "اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو"۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۶۳، ۴۶۴)

اب یہ شفاعت جو ہے دعائیہ شفاعت، میرا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو یہ شفاعت یہاں نصیب ہو جائے اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی شفیع ہو جائیں گے اور اسی نقطہ نگاہ سے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

پھر ایک اور جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب ایک تاریکی ایک روشن جوہر کے مقابل پر آتی ہے تو وہ تاریکی روشنی کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ پس اسی طرح جب ایک مصفا فطرت جو نہایت صافی آئینہ کی طرح ہو جاتی ہے، آفتاب حقیقی کے مقابل پر آکر اُس سے روشنی حاصل کر لیتی ہے تو کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے کہ ایک تاریک فطرت اُس روشن فطرت کے مقابل پر آجاتی ہے تو بوجہ اس محاذات کے اُس پر بھی روشنی کا عکس پڑ جاتا ہے تب وہ فطرت بھی روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب ایک آئینہ صافی پر آفتاب کی شعاع پڑتی ہے تو وہ آئینہ اپنے مقابل کی در و دیوار کو اُس روشنی سے منور کر دیتا ہے"۔ جیسے سورج کی شعاعیں اس پر پڑ رہی ہیں۔ "یہی شفاعت کی حقیقت ہے۔ شفعہ عربی زبان میں جفت کو کہتے ہیں کہ جو طاق کے مقابل پر ہے۔ پس جو شخص ایک پاک فطرت اور کامل انسان سے ایسا تعلق حاصل کرتا ہے کہ گویا اُس کی جزو ہے تو قانون قدرت اسی طرح واقع ہے کہ وہ اُس کے انوار میں سے حصہ لیتا ہے۔ غرض نجات کی فلاسفی یہی ہے کہ خدا سے پاک اور کامل تعلق پیدا کرنے والے اس لازوال نور کا مظہر ہو جاتے ہیں"۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن۔ جلد ۲۳ صفحہ ۴۱۸)

سورۃ الانبیاء سے ۲۷۔۲۸ ویں دو آیات پیش ہیں۔ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ. لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ. وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ اور وہ کہتے ہیں رحمٰن خدا نے اپنے لئے بیٹا بنا رکھا ہے، بیٹا پکڑ لیا ہے کے لفظ آئے ہیں ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں جن کے متعلق وہ بیٹے کی تہمت لگا رہے ہیں اور رحمٰن خدا کو بیٹے کی ضرورت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صفت رحمانیت کا سب سے زیادہ سورۃ مریم میں ذکر آیا ہے کہ وہاں بھی عیسائیوں کے خدا کا بیٹا بنانے کا اتہام موجود ہے۔ اس لئے رحمٰن کا تعلق اس الزام سے بھی ہے کہ بیٹا بنا لیتا ہے اور جن کے متعلق کہتے ہیں وہ بیٹا بنا لیا گیا ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو خدا کے مقرب بندے ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ﴿لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ. وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک ذرہ بھی آگے نہیں بڑھتے اور یہی حال حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید لکھتے ہیں:

"اور عیسائی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا پکڑا یا پاک ہے وہ بیٹوں سے بلکہ یہ بندے عزت دار ہیں"۔ (جنگ مقدس۔ روئداد ۲۹ رمئی ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۹)۔ یہاں بھی عزت دار بندوں سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بعض دوسرے بندے جو نیک تھے اور جن کو خدا کے سوا بیٹا قرار دیا گیا۔ "﴿عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ وہ عزت پانے والے بندے ہیں"۔ (ست بچن صفحہ ۸۵)

ایک سورۃ الانبیاء کی ۳۷ ویں آیت ہے ﴿وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا. اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ. وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ﴾۔ سادہ ترجمہ یہ ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جب بھی تجھے دیکھتے ہیں تو تجھے نہیں بناتے مگر ہنسی کا نشانہ۔ (یہ کہتے ہوئے) کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کے بارہ میں باتیں کرتا ہے؟ اور یہ وہی لوگ ہیں جو رحمان کے ذکر سے منکر ہیں۔

پس رحمانیت وحی کے نزول سے تعلق رکھتی ہے اور قرآن کے نزول کے ساتھ خصوصیت سے رحمانیت کا تعلق ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ رحمان وہ خدا ہے جس نے کلام سکھایا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت، رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے یعنی اسی کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑ تا"۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ صفحہ ۴۷۵۔ حاشیہ نمبر ۱۱)۔ پس رحمانیت کی صفت بہت ہی عظیم الشان صفت ہے اور رحمانیت کے نتیجہ میں ہی مخلوق کے گناہوں سے خدا تعالیٰ عفو فرماتا ہے ورنہ ہر مخلوق میں کوئی نہ کوئی کمزوری اور بیماری ایسی ہے کہ اگر اللہ اس کو پکڑنا چاہے تو وہ اس کی سزا میں ہی اس مخلوق کو مٹا دے۔

پھر سورۃ الانبیاء کی ۴۳ ویں اور ۴۴ ویں آیتیں ہیں ﴿قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ﴾ تو کہہ دے کون ہے جو رات کو اور دن کو تمہیں رحمان کی گرفت سے بچا سکتا ہے بلکہ وہ تو اپنے رب کے ذکر سے ہی منہ موڑے بیٹھے ہیں۔ ﴿بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ. اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ﴾۔ اب یہاں دوسرے قسم کے جھوٹے معبودوں کا ذکر ہے۔ پہلے ﴿عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ کو معبود بنایا گیا تھا۔ اب بعض جھوٹے خدا جو مُکرَم نہیں، جو قابل نفرت ہیں ان کو بھی خدا بنانے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ یہ اتنی بڑی معصیت ہے کہ اگر بندہ کو خدا بنانے والے موجود ہوں تو ان کو سوچنا چاہئے کہ رات اور دن میں وہ خدا رحمان کے غضب سے بچ سکتے نہیں، ناممکن ہے کہ رحمان خدا کی پکڑ سے وہ رات کو بھی امن میں ہوں اور دن کو بھی امن میں ہوں یا رات کو امن میں ہوں یا دن کو امن میں ہوں۔

﴿اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا﴾ اب یہاں مُکرَمِین کا ذکر نہیں ہے۔ یہاں یہ ذکر ہے کہ کیا ان کے لئے ایسے اِلٰہ موجود ہیں جو خدا کے سوا یعنی ہمارے سوا ان کی مدد کر سکتے ہیں؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ﴿لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ﴾ وہ تو خود اپنی جانوں کی، اپنے آپ کی مدد نہیں کر سکتے ﴿وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ﴾ اور نہ ہی ہماری طرف سے ان کا کوئی ساتھ دیا جائے گا۔ پس دیکھئے ان دونوں جگہ یہ دو مختلف قسم کے جھوٹے معبودوں کا ذکر مل رہا ہے اور یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت ہے کہ ہر نوع کے جھوٹے معبودوں کا ذکر اپنی اپنی جگہ فرما دیا۔ ایک جگہ ان کا جو ﴿عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ ہیں اور ایک وہ جگہ جہاں جھوٹے مکروہ خداؤں کو بنایا گیا حالانکہ وہ اپنی آپ بھی مدد نہیں کر سکتے۔

اب سورۃ الانبیاء کی ۱۱۳ ویں آیت ہے ﴿قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ اس نے کہا یعنی (رسول اللہ ﷺ نے) کہ اے میرے رب تو حق کے ساتھ فیصلہ کر اور ہمارا رب وہ رحمٰن ہے جس سے مدد کی استدعا کی جاتی ہے اس کے خلاف جو تم باتیں بناتے ہو۔ یہ اس کے خلاف جو تم باتیں بناتے ہو، یہ پہلی آیت سے کیا تعلق رکھتا ہے، یہ غور طلب بات ہے۔ ہمارا رب وہ رحمان ہے جس سے مدد کی استدعا کی جاتی ہے۔ رحمان ہی سے ساری مدد مانگی جاتی ہے اور اس کے خلاف جو باتیں بناتے ہیں کافر اور مشرک ان سے بھی مومن بندے اللہ تعالیٰ ہی کی مدد چاہتے ہیں ورنہ ان کے اندر اپنی یہ استطاعت نہیں ہوتی کہ کفار کی بیہودہ باتوں کے جواب میں کوئی دافع کارروائی کر سکیں جب تک اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا نہ فرمائے۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند الہامات میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن میں صفت رحمانیت کا ذکر ملتا ہے ایک یہ ہے "اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ" یعنی خیر، ہر بھلائی تمام تر قرآن کریم میں موجود ہے۔ پس جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نئی نبوت کا الزام لگاتے ہیں ان کے لئے یہی ایک الہام کافی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی نئی کتاب کو لے کر نہیں آئے بلکہ آپ کا یہ دعویٰ تھا کہ قرآن ہی کے اندر ہر قسم کی بھلائی موجود ہے۔ "اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ" اسی کی طرف پاک کلام صعود کرتا ہے۔ دوسری جگہ اس کے متعلق فرمایا "وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ" کہ خدا کی طرف جو پاک کلام صعود کرتا ہے وہ محض زبانی کلام نہیں بلکہ عمل کی تائید کرتا ہے اور جیسا پاک کلام ہے ویسا ہی پاک عمل اس کو رفعت عطا کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "تمام بھلائی قرآن میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہی اللہ جو رحمان ہے اسی رحمان کی طرف کلمات طیبہ صعود کرتے ہیں"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص ۔روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۶۶۱)

ایک دوسرا الہام ہے "قُوَّۃُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَیْدِ اللّٰہِ الصَّمَدْ" یہ خدا کی قوت ہے کہ جو اپنے بندہ کے لئے وہ غنی مطلق ظاہر کرے گا"۔

(روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۶۶۵۔ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

اب ایک اور الہام ہے "حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطَانِ یُؤْتٰی لَہُ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ وَیُفْتَحُ عَلٰی یَدِہِ الْخَزَائِنُ وَ تُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَفِیْ اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ"۔ وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے"۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیفہ سلطان فرمایا گیا ہے۔ "کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا"۔ اب احمدیت جس کثرت کے ساتھ، جس تیزی کے ساتھ دنیا میں پھیل رہی ہے یہ ملک عظیم ہی ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور کیسی سچائی اور صفائی سے پورا ہو چکا ہے اور ہوتا جارہا ہے اس لئے بعید نہیں کہ یہی ایک مذہب ہو گا جو سچا اسلام بن کر ساری دنیا پر غالب آئے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو ملک عظیم کا وعدہ تھا جس شان سے اب پورا ہو رہا ہے اس سے بڑھ کر شان سے آئندہ پورا ہوتا رہے گا یہاں تک کہ فرمایا "اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بھی پیشگوئی تھی کہ میرے غلاموں کو بھی اللہ تعالیٰ بہت علم عطا کرے گا یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء کے منہ بند کر دیں گے۔ "اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی"۔ اور زمین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کی برکت سے اسلام کو پھیلا کر روشن ہو جائے گی۔ "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب"۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۵۔۵۶۶)

پھر ایک الہام ہے ۱۸۹۸ء کا۔ یہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے ایک خط میں تحریر ہے "اِنِّیْ مَعَ الرَّحْمٰنِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً" میں رحمٰن کے ساتھ تیرے لئے، تیری مدد کو اچانک آؤں گا۔ "میں رحمان کے ساتھ اچانک تیری مدد کو آؤں گا"۔

(خط مولوی عبدالکریم صاحب محررہ یکم فروری ۱۸۹۸ء)

اب یہ بَغْتَۃً کا الہام کئی مرتبہ ہو چکا ہے اور یہ ۱۸۹۸ء کا ہے تو اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ بَغْتَۃً کن معنوں میں اور کب پورا ہو گا مگر لازماً جس طرح کہ باقی الہامات پورے ہوئے یہ بھی ضرور احمدیت کے حق میں ایک بہت بڑا نشان بن کر چمکے گا۔

پھر فرمایا ۱۵ر نومبر ۱۸۹۸ء کا الہام ہے "اِنَّہٗ طَیِّبٌ مَقْبُوْلُ الرَّحْمٰنِ۔ وہ پاک ہے خدا کا مقبول ہے"۔

اب اور بعض آیات جن میں رحمان کا ذکر ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سورۃ الفرقان نمبر ۲۶ تا ۲۹ ﴿وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا۔ اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ۔ وَکَانَ یَوْمًا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا۔ وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا۔ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا﴾ ان کا سادہ ترجمہ یہ ہے: اور (یاد کرو) جس دن آسمان بادلوں (کی گھن گرج) سے پھٹنے لگے گا اور فرشتے جوق در جوق اتارے جائیں گے۔ سچی بادشاہت اُس دن رحمان کے لئے ہو گی اور وہ دن کافروں کے لئے بہت دشوار ہو گا۔ اور (یاد کرو) جس دن ظالم (حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ ہی راہ اختیار کی ہوتی۔ اے وائے ہلاکت! کاش میں فلاں شخص کو گہرا دوست نہ بناتا۔ یعنی بعض انسانوں کے بظاہر گہرے دوست ہوتے ہیں جو ان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں، ان کے دل میں وساوس ڈالتے ہیں ضروری نہیں کہ کوئی بیرونی شیطان ہی ان پر نازل ہوتا ہو۔ بعض بندے شیطان کے بھیس میں ان کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور ان کی جو ذہنی کارروائی ہے وہ ان پر اثر ڈالتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ ہے ایک سکول کا طالب علم جو بہت خدا پرست تھا اس نے کچھ عرصہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ شکایت کی کہ اب میرے دل میں خدا تعالیٰ کے خلاف ہول اٹھتے ہیں اور میں بہت پریشان ہوں حالانکہ میں تو سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بہت فراست والے تھے۔ آپؓ نے فرمایا تم کسی ایسے شخص کے ساتھ نماز پڑھتے ہو جو تمہارے ساتھ کھڑا ہوتا ہے جو دہریہ ہے۔ اس نے کہا ہاں ایک میرا دوست ہے جو ہمیشہ میرے ساتھ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے ساتھ کھڑا ہونا بند کر دو، اس سے الگ ہٹ جاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور دیکھتے دیکھتے اس کے بد خیالات پھر نیک خیالات میں تبدیل ہو گئے۔

ایک اور آیت نمبر ۶۰ سورۃ الفرقان کی ہے ﴿اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا﴾ جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اس نے عرش پر قرار پکڑا۔ وہ رحمٰن ہے پس اس کے متعلق کسی واقف حال سے سوال کر۔ یعنی رحمان کے متعلق ہر بندہ صحیح جواب نہیں دے سکتا، وہ جو عارف باللہ ہو وہی حقیقت میں سچا جواب دے سکتا ہے۔

اب یہاں عرش سے کیا مراد ہے۔ 'پھر عرش پر قرار پکڑا'۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ عرش سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: "واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے...... چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے"۔ یہ وہ چار صفات ہیں جو سورۃ فاتحہ کے شروع میں بیان ہوئی ہیں۔ "اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں"۔ اب دیکھ لو دنیا میں بھی رب جو پرورش کرتا ہے وہ لائق پرستش سمجھا جاتا ہے۔ ربوبیت کے نتیجہ میں رزق کی خاطر لوگ جھوٹے خدا بنا لیتے ہیں اور ایسی ان کی عزت کرتے ہیں گویا خدا کی عزت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو بے انتہا رحم کرنے والا ہو اس کی بھی عملاً پرستش ہو رہی ہے۔ جس کے پاس اپنی اجرتوں کے لئے، اپنی محنتوں کے پھل کے لئے بار بار جانا پڑے، اس کی بھی عملاً پرستش ہو رہی ہوتی ہے۔

﴿مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ جس کے قبضۂ قدرت میں آخری فیصلہ ہو کہ کیا دیا جائے گا وہ بھی پرستش کے لائق ہی سمجھا جاتا ہے۔ تو یہی چار صفات ہیں جن کو بندے بھی عملاً پرستش کے لائق قرار دیتے ہیں خواہ وہ منہ سے تسلیم کریں نہ کریں اور یہ صفات ہیں جو سورۃ فاتحہ کے شروع میں بیان کر کے فرمایا گیا کہ یہ خدا ہے جو اصلی پرستش کے لائق ہے اس کے علاوہ جھوٹوں نے یہ صفات اپنا رکھی ہیں وہ ہرگز پرستش کے لائق نہیں۔

"ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں"۔ تو آپ دیکھ لیں خدا تعالیٰ کی چار صفات ایسی ہیں جوام الصفات ہیں۔ کوئی بھی فعل خدا تعالیٰ کا ان صفات سے باہر نہیں۔ "پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں۔ سو در حقیقت ﴿اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ﴾ کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آ گئیں تو اللہ تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفات لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرف شاہی ضرورتوں کے لئے طرح طرح کے سامان تیار ہوتے ہیں اور فی الفور ہو جاتے

ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہیں۔ دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخاوت سے مالامال کیا جاتا ہے"۔ یہ صفت رحمانیت کا بادشاہ وقت مظہر بن جاتا ہے۔

"تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں ان کو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کے انجام کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ کسی کی گردن ماری جاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چار صفتوں کو دنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے"۔ (نسیم دعوت۔ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۸۵) یہ کوئی فرضی تخت نہیں ہے جس پر خدا تعالیٰ بیٹھ جاتا ہے بلکہ ان صفات کے ذریعہ جب دنیا پر حکومت کرتا ہے تو گویا وہ تخت پر بیٹھ جاتا ہے اور اسی تخت کا نام عرش ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں:

"جب کافروں اور بے دینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمان کو سجدہ کرو تو وہ رحمان کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے؟۔ (پھر بطور جواب فرمایا) رحمان وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے"۔ یعنی اس میں بے انتہا برکتیں ہیں اور ہمیشگی کی خیرات، نیکیوں کا وہ مصدر ہے، منبع۔ "جس نے آسمان میں برج بنائے، برجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں۔ اسی رحمان نے تمہارے لئے یعنی تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائے جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں تا جو شخص طالبِ معرفت ہو وہ ان دقائقِ حکمت سے فائدہ اٹھاوے اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شخص شکرِ نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں"۔

یہ بھی قرآن کریم کی آیات رحمان کے لفظ کے تابع ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مومن لوگ فخر اور اکڑ اکڑ کے نہیں چلتے بلکہ عاجزی سے چلتے ہیں یعنی اپنے خدا کے غریب بندوں کے لئے ہمیشہ جھکے رہتے ہیں اور جب کوئی جاہل ان سے سختی سے پیش آئے تو اس کا جواب سختی کی بجائے نرمی سے دیتے ہیں۔ "سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں"۔ یعنی اس طرح رحمان خدا کی صفات کا تشبہ کر لیتے ہیں اپنی ذات کے اندر "کیونکہ رحمٰن بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور زمین اور دوسری بے شمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کر کے" یعنی ان معنوں میں "خدا پر بولا جاتا ہے کہ اس کی رحمتِ وسیع عام طور پر ہر ایک برے بھلے پر محیط ہو رہی ہے"۔

(براہین احمدیہ۔ صفحہ ۳۷۴ و ۳۷۵)

آج چونکہ جمعہ کے بعد بعض غائب جنازے ہوں گے اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد دو سنتیں ادا کر لیں اس کے بعد نماز جنازہ ہائے غائب ہو گی۔

سب سے پہلے تو مَیں اس افسوسناک خبر کی اطلاع دے رہا ہوں کہ ۱۸ر جولائی بروز بدھ دن کے گیارہ بج کر ۴۵ منٹ پر میری بڑی بہن بی بی امۃ الحکیم، فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت کی۔ آپ کے وصیت فارم پر گواہ کے طور پر حضرت ابا جان اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستخط تھے۔

آپ غریبوں کی ہمدرد، مستجاب الدعوات اور صاحب رؤیا و کشوف تھیں۔ کئی دفعہ میرے سامنے بھی آپ نے اپنے رؤیا اور کشوف بیان کئے۔ غریبوں اور مساکین کی باقاعدہ سرپرستی کرتی تھیں اور طرز زندگی میں فقیری اور درویشی نمایاں تھی۔ دوسروں کا دکھ دیکھ کر تڑپ اٹھتیں اور پھر مسلسل ان کے لئے دعاؤں میں لگی رہتیں۔ آپ کی شادی اپنے ماموں حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے بیٹے محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ ۱۰ر نومبر ۱۹۴۶ء کو ہوئی۔ شادی کے بعد لمبا عرصہ آپ کا سندھ میں قیام رہا اور وہاں خصوصاً لجنہ کی تنظیم کو فعال بنانے کے سلسلے میں آپ کو گرانقدر خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان میں سے تین بیٹے واقفِ زندگی ہیں اور انہیں جماعت میں اچھی خدمت کی توفیق مل رہی ہے اور تینوں بیٹیاں واقفین زندگی سے بیاہی گئی ہیں۔ ۱۸ر جولائی ۲۰۰۱ء کو آپ کی وفات ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کی وفات پر دنیا بھر سے تعزیت کے پیغامات، فیکسز اور خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اس ہمدردی اور اظہار محبت پر ہم سب آپ سب کے شکر گزار ہیں لیکن فرداً فرداً ہر ایک کو جواب دینا میرے لئے اور میرے دفتر کے عملے کے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے مَیں انہی الفاظ کے ذریعے سب احباب جماعت کا جنہوں نے عزیزہ بی بی امۃ الحکیم کے لئے تعزیت کا اظہار کیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ابھی نمازِ جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ اس کے ساتھ بعض دیگر مرحومین کی بھی نماز جنازہ غائب ہو گی۔

سب سے پہلے حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ہیں۔ جماعت کے قدیمی خادم اور بزرگ مربی محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب قریباً ستر سال تک انتہائی شاندار خدمت بجا لانے کے بعد ۹ر مئی ۲۰۰۱ء کو واشنگٹن میں نوّے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

۱۹۷۹ء میں پہلے برطانیہ کے امیر و مشنری انچارج اور پھر ۱۹۸۳ء میں امریکہ کے امیر و مشنری انچارج مقرر ہوئے۔ ان دونوں ملکوں میں بھی آپ نے مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے میدان میں نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔ محترم حضرت شیخ صاحب ایک مخلص اور فدائی خادم دین تھے اور جن جن جماعتوں میں بھی آپ کا تقرر ہوا ہے کینیا وغیرہ، سب سے پہلے کینیا بہت لمبا عرصہ تقرر رہا بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اب ایک اور بہت ہی مخلص فدائی سلسلہ خادم کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ محترم حضرت چوہدری عبد الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ۔ سلسلہ کے مخلص فدائی خادم، صدر قضاء بورڈ مرکزیہ ربوہ محترم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ ۱۸ر مئی ۲۰۰۱ء کو طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۶۸ سال تھی۔ آپ محترم عبدالحمید صاحب وڑائچ آف واہ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے دادا اور نانا نیز آپ کی والدہ محترمہ رسول بی بی صاحبہ بھی صحابیہ تھیں آپ کی والدہ محترمہ نے سو سال عمر پائی۔ محترم چوہدری صاحب نہایت دیندار، صاحبِ فراست، حلیم الطبع اور مخلوق خدا سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ ۱۹۷۴ء کے پر آشوب دَور میں جب گوجرانوالہ کے احمدیوں پر ظلم توڑے جا رہے تھے اُس وقت محترم چوہدری صاحب امیر ضلع گوجرانوالہ تھے۔ ان دنوں ان کا گھر مہمانوں اور مظلوموں کی پناہ گاہ بنا رہا جہاں محترم چوہدری صاحب اور ان کے گھر والوں نے ان سے بے انتہا ہمدردی اور دلداری کا عمدہ نمونہ دکھایا یعنی آپ کا گھر باقاعدہ ایک مہاجروں کا کیمپ بن گیا تھا۔ محترم چوہدری صاحب نے بطور صدر قضاء بورڈ ۱۳ سال تک مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ اس سے پہلے آپ ۹ سال تک امیر ضلع گوجرانوالہ رہے۔ علاوہ ازیں آپ مجلس افتاء اور مجلس تحریک جدید کے بھی ممبر رہے۔ محترم چوہدری صاحب نے اپنے پسماندگان میں بیگم کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

اب ایک اور مخلص اور ایک اور واقف زندگی کی نماز جنازہ بعد میں پڑھائیں گے مولوی عبدالسلام صاحب طاہر۔ مولوی عبدالسلام صاحب مربی سلسلہ، پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ ۲۸ر مئی ۲۰۰۱ء کو بعمر ۵۷ سال لاہور میں وفات پا گئے۔ جن کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جا رہی ہے ان میں سے سب سے چھوٹی عمر میں یہ وفات پانے والے ہیں۔

آپ ۳۰ر مئی ۱۹۴۴ء کو محترم احمد علی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا حضرت نتھو صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تایا حضرت اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ دونوں صحابی تھے۔ آپ نے ۱۹۶۰ء میں زندگی وقف کی اور ۱۹۷۱ء میں شاہد پاس کرنے کے بعد مختلف جماعتوں میں خدمات دینیہ بجا لاتے رہے۔ اہلیہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم جری اللہ راشد صاحب خود بھی مربی سلسلہ ہیں اور دوسرے بیٹے عبدالحلیم شاہد صاحب معلم وقف جدید ہیں۔

اب ان کے علاوہ ایک اور نماز جنازہ غائب ہو گی۔ یہ باقاعدہ واقف زندگی تو نہیں ہیں لیکن ایک زمانہ میں اپنے آپ کو وقف کیا تھا اور اس کے بعد کسی سزا کی وجہ سے فارغ نہیں کئے گئے بلکہ حالات کی وجہ سے عملاً انہوں نے وقف سے باہر زندگی بسر کی لیکن طبعاً ہمیشہ خدمت دین کے لئے وقف ہی رہتے تھے۔ نام تھا کیپٹن حاجی احمد خاں ایاز کھاریاں کے رہنے والے تھے۔ پہلے ہنگری کے مبلغ تھے۔ یہ ۲۹ر اپریل ۲۰۰۱ء کو ۹۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ موصی تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۴ء میں تین سال کیلئے وقف کرنے کے بعد ہنگری، پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں پیغام حق پہنچانے کی سعادت پائی۔ یعنی ۱۹۳۴ء میں جو وقف کیا تھا وہ تھا ہی تین سال کا۔ اس کے بعد پھر اپنے طور پر، واقف زندگی کے طور پر ان معنوں میں نہیں کہ باقاعدہ وقف کیا ہو، مگر اپنے طور پر اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کیا اور پولینڈ، چیکوسلاواکیہ میں بھی آپ نے پیغام حق پہنچایا۔

اب ایک اور صاحب احمد دین صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کی نماز جنازہ کا میں اعلان کرتا ہوں۔ یہ واقف زندگی تو نہیں ہیں لیکن ان کے بیٹے نے جو مربی سلسلہ ہیں مجھے اطلاع دی ہے کہ مَیں نے ان کے ابا کے نام ۱۹۹۳ء کے ایک خط میں یہ وعدہ کیا تھا جس خط کی نقل انہوں نے بھجوائی ہے کہ میں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کون پہلے فوت ہو لیکن جو میرا وعدہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کروانا تھا۔ چنانچہ اپنے وعدہ کے مواقف مَیں آج ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

اب جیسا کہ مَیں نے اعلان کیا ہے انشاء اللہ نماز جنازہ غائب ہو گی۔ جمعہ کے بعد دوست سنتیں پڑھ لیں پھر ان سب کا جن کا اعلان کیا ہے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی جائے گی۔